رجسٹرڈ نمبر

سالے ۲۰۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حبذا علن از ملک سلیماں خوشتر خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پانزدہ روزہ

۳	۱/۸
[illegible]	[illegible]

جلد ۹ | کاکوری دوشنبہ یکم جون سنہ ۴۲ء مطابق ۱۵ جمادی الاول سنہ ۶۱ھ | نمبر ۳

ادبیات

(تبرکات حضرت نیّر)

یکسوئی ہو تو کچھ اثر آہ رسا کرے
قابو میں دل نہ ہو تو بھلا کوئی کیا کرے

زاہد کوئی سوال و جواب اور کیا کرے
تو بھی کسی سے دل کو لگائے خدا کرے

پھر وہ وفا کرے نہ کرے اختیار ہے
وعدہ کبھی تو ہم سے بت بیوفا کرے

یہ آہ کا اثر ہے جو کرتے ہیں روک ٹوک
کیا جانئے کہ نالۂ دل بڑھکے کیا کرے

درماں بھی ساتھ ساتھ سدا ہے شباب کے
دریا کو موج سے کوئی کیوں کر جدا کرے

ہم دل جلوں کی چھیڑ میں کیا سوز ساز ہے
زاہد کو لگی ہے تو یا د خدا کرے

نیّر یہ عمر اور یہ رندانہ صحبتیں
اللہ آپ کو بھی کہیں پارسا کرے

خدا بچائے

(از اے۔ ایچ۔ آر۔ علوی)

(۱) عورت کے فریب سے (۲) عزیزوں کے احسان سے (۳) بازاری عورت کی محبت سے (۴) وکیلوں کے پھیر سے (۵) بچوں کی بری عادتوں سے (۶) نیم حکیم کی دوا سے (۷) پولیس والوں کی دوستی سے (۸) دنیا کی محبت سے (۹) قبر کے اندھیرے سے (۱۰) سودی روپیہ سے (۱۱) کاتبوں کے قلم سے (۱۲) نادان دوست سے (۱۳) ظالم کے ظلم سے (۱۴) عورتوں کی آزادی سے (۱۵) حاکموں کی طرفداری سے (۱۶) مولویوں کی غفلت سے۔ (۱۷) عالموں کے تفرقے سے (۱۸) جاہل کی محبت سے (۱۹) خود غرض لیڈروں سے۔ (۲۰) ضمیر فروش پنڈتوں سے (۲۱) ڈرپوک ایڈیٹروں سے (۲۲) جاہ طلب نمائندوں سے (۲۳) بے نمازی مسلمان سے (۲۴) لٹھ بند مجتہدوں سے۔ (۲۵) بے عمل عالم سے (۲۶) منھ دیکھی محبت سے (۲۷) بغیر ڈگری کے ہومیو پیتھ ڈاکٹر سے (۲۸) اخباروں کے وی، پی سے (۲۹) اسلام کی بنیاد کھوکھلی کرنے والے مسلمانوں سے (۳۰) لیڈری کی تمنا رکھنے والے انسان سے (۳۱) گندم نما جو فروش مولویوں سے اور "ریش سفید مشیخ میں ہے ظلمت فریب" والے پیروں سے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | یکم جون سنہ ۶۲ء | نمبر ۳

اہل وطن کیلئے لمحۂ فکر

زمانہ انسان کو جو سبق دیتا ہے وہ بہترین درس ہے۔ زمانہ ہی انسان کی فطرت کو بدل دیتا ہے۔ اور انسان کے عزائم و فیصلوں کی بنیادوں کو ہلا دیتا ہے۔ انسان کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اسکے مقابلے میں بے بس ہیں اور وہ مجبور ہے کہ اس کے سامنے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ ہتھیار ڈالدے اور اپنے ارادوں و فیصلوں کی شکست تسلیم کرے۔

انسان اپنے فیصلوں کو کتنا ہی اٹل سمجھے مگر جب وقت آتا ہے اور بقول شخصے آسمانے گردش حرکت میں آتی ہے تو تمام فیصلے غبار روزگار بنکر رہ جاتے ہیں۔ تب انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ کوئی مخفی طاقت درمیان میں حائل ہے۔ جس کے سامنے کسی کی پیش نہیں جا سکتی۔

مذکورالصدر کلیہ پر کبھی ہمارے اہل وطن نے بھی غور کیا اور زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلنے کی کوشش کی؟ یہ ایک سوال ہے جو ہم اپنے وطن کے لوگوں سے عموماً اور نوجوان طبقہ سے خصوصاً کرنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی اپنے بزرگوں سے بھی مودبانہ گذارش کرنیکی جرأت کرینگے کہ انھوں نے نونہالان وطن کو مروجہ تعلیم دلانے کے ساتھ ساتھ ذہنی تربیت اور زمانہ شناسی کی تعلیم بھی دی؟ ہم کو افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے جو اپنے بزرگوں سے سیکھا تھا اور جو گُر اُن کے بڑوں نے انکو بتلائے تھے اُن کی ہوا تک ہم کو نہ لگی اور ہم محض درسیات میں اور مروجہ تعلیم جو انتہائی ناقص ہے الجھ کر رہ گئے۔ جس نے ہم کو کسی قدر مغربی افکار سے تو آشنا کر دیا لیکن اپنے طور طریقوں کو ہم نہ جان سکے اور انکو سمجھنے کا موقع نہ ملا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم باوجود ٹھوکر پر ٹھوکر کھانے کے یہ نہ سمجھ سکے کہ دنیا کدھر جا رہی ہے اور زمانہ کی حالت کیسی منقلب ہے۔ مردہ

تعلیمی اعتبار سے ہم ضرور کامیاب کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن زمانہ کی رفتار کے ساتھ اور وقت کی بھاگ دوڑ میں ہم بالکل ناکامیاب ثابت ہو چکے ہیں۔ اسوقت کی صحبت میں ہم کو اسی مسئلہ پر غور کرنا ہے اور اپنی اس کوتاہی کو رفع کرنے کی ذرائع پر جلد از جلد غور و فکر سے کام لینا ہے۔

ہم جس نتیجہ پر پہونچے ہیں وہ یہ ہے کہ پورانے لوگ اپنے بچوں کو تعلیم تو مدرسوں یا مکتبوں میں دوسروں سے دلواتے تھے۔ لیکن اپنی نگرانی کے تحت اور کچھ وقت تعلیم کے علاوہ خود تربیت کرنے اور دنیا کی اونچ نیچ سمجھانے کے لئے بھی رکھتے تھے جس سے بچوں کی ذہنی تعلیم مکمل اور دماغی قابلیت بھی مجلا ہوتی چلی جاتی تھی اور ابتدا ہی سے دنیاوی معاملات کو سمجھنے کی اہلیت بچوں میں پیدا ہوتی رہتی تھی۔ اب تو دیکھا یہ جا رہا ہے کہ بچوں کو اسکول میں داخل کرا دینے کے بعد اسکو بھی نہیں دیکھا جاتا کہ لڑکے پڑھتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں۔ سوائے اسکے سال بھر کے بعد نتیجۂ امتحان سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں نے پڑھا یا وقت ضائع کیا۔

جو معیار تعلیم و تربیت پہلے تھا اُس کو رائج کرنیکی ضرورت ہے، یعنی بچوں کو مدرسوں میں بھیجئے لیکن روز اگر نہیں تو دوسرے تیسرے اُن کے اسباق کو اُن سے پوچھتے رہئے اور اس پر نگاہ رکھئے کہ بچے کہیں اوقات تو نہیں کر رہے ہیں اور سب سے ..... ضروری چیز جو بہت زیادہ قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ روزآنہ ایک وقت مقرر کر کے بچوں کو اپنے پاس بیٹھنے کا موقع دیا جائے اور اصول تربیت انکو بتانے کے ساتھ ساتھ بااثر و اچھے طریقہ پر سوز دنیاوی ..... دلچسپ پیرائیہ میں انکو بتائے جائیں۔ اور جو کچھ انکو آج بتایا گیا ہے دوسرے تیسرے اُن سے سوال کیا جائے کہ اُن باتوں پر انہوں نے کسقدر غور کیا اور کیا نتائج برآمد کئے ہیں ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ بچے اس طرح پر دنیا کی حالات اور زمانہ کی رفتار سے کماحقہ واقفیت حاصل کرلینگے اور ختم تعلیم کے بعد اُن کو یہ شعور پیدا ہو جائے گا کہ وہ یہ سمجھ سکیں کہ دنیا کدھر جا رہی ہے اور زمانہ کی رفتار کیا ہے۔ اسوقت ترقی کرنے اور نام و نمود حاصل کرنیکے طریقہ کیا ہو سکتے ہیں۔

نقوش

قصبہ کی صفائی:۔ سال گذشتہ جو نوٹ ہم نے ۲۰ رجون سنہ ۶۱ء کی

دشاعت میں لکھا تھا اُس کے جواب میں چیئرمین صاحب ٹاون ایریا نے ازراہ عنایت ایک تحریر معہ کوڑہ گھروں کی فہرست اور ممبران متعلقہ کے نام ہم کو بھیجے تھے جس کو ہم نے مختصر اخبار میں درج کیا تھا اور پبلک سے کمیٹی کے ساتھ اتحاد عمل کی درخواست کی تھی۔ اُسی تحریر میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ کوڑہ گھروں کے لئے مقامات مقرر ہو چکے ہیں جن پر تختیاں لگا دی جائینگی۔ ہم کو قصبہ میں کہیں بھی ایسے کوڑہ گھر نظر نہیں آئے جن پر تختیاں لگی ہوں۔ بلکہ ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ قدم قدم پر کوڑوں کے انبار لگے ہوئے ہیں اور باوجود اس اعلان کے کہ بائی لاز کا نفاذ سختی سے کیا جائیگا عوام کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ جہاں اور جس مقام پر چاہیں کوڑا اپنے گھروں سے نکال کر ڈالدیں۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض گلیوں میں تو پورانی شاہراہیں تقریباً بند ہوتی چلی جارہی ہیں۔ یعنی کوڑوں کے ڈھیر کی وجہ سے راستے ناقابل گذر ہوتے جاتے ہیں۔ ممبران متعلقہ تو کبھی حلقوں میں گشت کرتے دیکھے نہیں گئے اور یہی وجہ ہے کہ جمعدار صفائی بھی اپنے فرائض منصبی سے بالکل غافل اور لاپرواہ ہے۔ باوجود بائیسکل کے الاؤنس پانے کے جمعدار گلی کوچوں کے چکر لگانے اور محلّوں کے اندر کی گلیوں کی صفائی کو دیکھنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ پختہ نالیوں کی صفائی تو ہفتوں نہیں کی جاتی ہے۔ صدری سڑک جن پر تمام دن یکوں وغیرہ کی آمدورفت رہتی ہے وہ نالیاں بھی کثیف پائی گئیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہفتوں اُنکی صفائی نہیں ہوتی۔ جب جمعدار ہی نگرانی نہ کریگا تو ظاہر ہے کہ مہتر بھی کام کو ٹالینگے۔ ممبران کمیٹی تو شاید اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہ کریں لیکن چیرمین صاحب کو اس طرف پوری توجہ کرنا چاہئے اور اسکو دیکھنا ضروری ہے کہ ملازمان کمیٹی اپنے فرائض منصبی کو کہاں تک ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان تمام بدنظمیوں کی ذمہ داری چیرمین پر ہوتی ہے۔

درس ہدایت

ایچ۔ ایس۔ نگار عباسی صاحبہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ بھی صحیح نہیں کہ خدا برہمنوں کی حفاظت کرتا ہے۔ برہمنوں کا خدا سچا خدا نہیں ہے بلکہ ابراہیمؑ۔ اسحاقؑ۔ اور یعقوبؑ کا خدا اصل خدا ہے وہ سوائے اپنے چیدہ بندوں کے کسی کی حفاظت نہیں کرتا جو بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ تخلیق دنیا سے لیکر ابتک ہماری اور صرف ہماری قوم خدا کی محبوب رہی ہے۔ آج کل اگر ہم ساری دنیا میں منتشر ہیں تو وہ صرف ہمارا امتحان لے رہا ہے۔ کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ ایک دن وہ اپنے چیدہ بندوں کو جمع کرکے یروشلم میں لائے گا اور تمام قوموں کی حاکم صرف ایک قوم ہوگی...... بنی اسرائیل۔

یہ کہتے کہتے یہودی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر ایک اطالوی مشنری نے جو وہاں موجود تھا فوراً اس کی بات کاٹی اور یہودی سے کہنے لگا "جو کچھ تم نے کہا ہے بالکل غلط ہے۔ تم خدا کو انصاف سے نہیں جانچتے۔ وہ ہرگز تمہاری قوم کو دوسری قوموں پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ اور اگرچہ یہ سچ بھی ہو کہ بنی اسرائیل ایک زمانہ میں خدا کے محبوب رہے ہیں لیکن اُنیس سو سال گذرے انہوں نے خدا کو خفا کر دیا اور اس نے انکی قوم کو تباہ کر دیا۔ اور تمام دنیا میں منتشر کر دیا اور اب ان کا اعتقاد اور ایمان کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ سوائے معدودے چند لوگوں کے کسی کو بھی خدا پر اعتقاد نہیں ہے۔ خدا کسی قوم کو ترجیح نہیں دیتا۔ اور جو شخص نجات پانا چاہتا ہے اسے روم کے کیتھولک چرچ کی طرف بلاتا ہے جس کی چار دیواری کے باہر نجات ملنا ناممکن ہے۔" اطالوی اسی طرح لکچر دے رہا تھا کہ ایک پروٹسٹنٹ وزیر جو اتفاق سے وہاں موجود تھا زرد پڑنے لگا اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کیتھولک مشنری سے بولا۔ "تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ نجات تمہارے مذہب کا حصّہ ہے؟ حالانکہ نجات صرف وہی لوگ پائیں گے جو کہ مقدس بائبل کے حکم کے مطابق خداوند خدا یسوع مسیح کی خدمت کریں گے۔ جیسا کہ خود بائبل میں لکھا ہے۔"

اس وقت سورت کے ایک دفتر کا منتظم ایک ترک جو ایک کونے میں بیٹھا پائپ پی رہا تھا، حاکمانہ طرز سے دونوں عیسائیوں سے مخاطب ہو کر بولا "تمہارا اعتقاد تمہارے دین میں بالکل بے کار ہے۔ بارہ سو سال ہوئے سچا عقیدہ دنیا میں پھیل چکا ہے اور جب سے تمہارا مذہب بالکل دب گیا ہے۔ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ تم خود دیکھ رہے ہو کہ یورپ اور ایشیا میں کس تیزی سے پھیل رہا ہے۔ بلکہ چین سے متعصب ملک نے بھی اسے خوش آمدید کہا ہے۔ اور یہ تو تم خود مانتے ہو کہ

یہودیوں پر خدا نے اپنا غضب نازل کیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کا مذہب پھیل نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں ماننا پڑے گا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ کیونکہ اس نے ہر جگہ فتح حاصل کی ہے اور دور دراز تک پھیل گیا ہے۔ سوائے محمد صلعم کی امت کی کسی کو نجات نہ ملے گی۔ اور ان میں سے بھی صرف سنیوں کو۔ کیونکہ شیعوں کا مذہب سچا نہیں ہے۔"

اس پر ایرانی فاضل جو پیروان علیؑ میں سے تھا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ مختلف مذاہب اور عقیدے کے لوگوں میں ایک عجیب تکرار شروع ہو گئی۔ وہاں پر ابے سینا کے عیسائی۔ تبت کے لاما، بنی اسمٰعیل اور آتش پرست سب موجود تھے اور وہ سب خدا اور اسکی عبادت کے طریقے پر بحث کر رہے تھے۔ ہر شخص مصر تھا کہ صرف اسی کے ملک میں سچے خدا کے ماننے اور عبادت کرنے والے موجود ہیں۔ ہر شخص بحث کرتا اور شور مچا رہا تھا سوائے ایک چینی بھائی کے جو کنفیوشیس کا شاگرد تھا اور جو خاموش ایک کونے میں بیٹھ کر چائے پیتے ہوئے دوسروں کے مباحثوں کو بغور سُن رہا تھا مگر خود کچھ نہ بولتا تھا۔ ترک نے اسے وہاں بیٹھے دیکھا اور اس سے درخواست کی۔ مہربان چینی بھائی۔ تم میرے عقیدے کی تائید کر سکتے ہو۔ گو تم امن کی قدر جانتے ہوئے خاموش ہو۔ لیکن مجھے پورا یقین ہے کہ اگر تم بولے تو میری ہی طرفداری کروگے۔ تمہارے ملک کے تاجروں نے مجھے بتایا ہے کہ ان تمام مذاہب میں سے جو آجکل چین میں رائج ہیں اسلام سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے اور لوگ اسے خوشی سے اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے مہربانی سے میرے خیال کی تائید کرو۔ اور ہم پر اپنا خیال سچے خدا اور سچے رسول کے متعلق ظاہر کرو۔" "ہاں۔ ہاں" کی ایک متفقہ آواز گروہ سے آئی اور سب چینی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ "چینی بھائی مہربانی کرکے ہم پر اپنا خیال ظاہر کرو۔"

چینی نے جو کنفیوشیس کا شاگرد تھا اپنی آنکھیں بند کیں اور ذرا دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر آنکھیں کھول کر اپنے ہاتھ چوڑی چوڑی آستینوں سے باہر نکالے اور دست بستہ ہو کر صاف اور پرسکون آواز میں کہنا شروع کیا صاحبان میرا خیال ہے کہ یہ صرف غرور اور خودداری کا جذبہ ہے جو انسان کو دوسرے مذاہب کے سچا ماننے میں مانع ہوتا ہے۔ اور اگر آپ میری بات سننا چاہیں تو میں آپ کو مثال کے طور پر ایک قصہ سناؤں گا جس سے آپ کے اس سوال کا حل مل جائے گا۔

"میں نے چین سے ہندوستان تک کا سفر ایک انگلش سٹیمر پر کیا۔ ہم لوگ تازہ پانی پینے کے لئے جزیرہ سماٹرا کے مشرقی ساحل پر اترے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ اور چند لوگ ناریل کے درختوں کے سایہ میں بیٹھے تھے۔ ہم لوگوں میں مختلف اقوام اور مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ ہم سب بیٹھے ہی تھے کہ ایک اندھا ہمارے قریب آیا۔ جس کے متعلق ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ سورج کی طرف لگاتار کافی عرصہ تک دیکھتے رہنے سے اسکی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ سورج ہے کیا چیز۔ اور اس فکر میں رہتا تھا کہ روشنی پر قابو حاصل کرے۔ تاکہ اسے سورج کا راز معلوم ہو جائے۔ اس نے ایک عرصہ تک کوشش کی اور لگاتار سورج کو تکتا رہا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی دونوں آنکھیں روشنی کی تاب نہ لاکر ضائع ہو گئیں اور وہ اندھا ہو گیا۔ تب اس نے اپنے آپ سے کہا۔ سورج کی روشنی سیال نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ سیال ہوتی تو اسے ایک برتن سے دوسرے برتن میں انڈیلنا ممکن ہوتا اور پانی کی طرح یہ بھی ہوا سے ہلنے لگتی۔۔۔۔ یہ آگ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ آگ ہوتی تو پانی اسے بجھا سکتا۔۔۔۔ یہ روح بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اسے آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے اور یہ مادہ بھی نہیں ہے ورنہ اسے ہلایا جا سکتا۔ پس جب سورج کی روشنی نہ سیال ہے نہ آگ، نہ روح، نہ مادہ۔ تو یہ ۔۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہے۔

وہ اسی طرح سوچتا رہا اور سورج کو دیکھتے رہنے اور اسکے متعلق ہر وقت سوچتے رہنے سے اس کی آنکھیں اور حواس دونوں ضائع ہو گئے۔ اور جب وہ اندھا ہو گیا تو اسے پورا یقین ہو گیا کہ سورج کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اس اندھے آدمی کے ساتھ ایک غلام تھا اس نے اپنے مالک کو ناریل کے سایہ میں آرام سے بٹھا دیا اور زمین سے ایک ناریل اٹھا کر چراغ تیار کرنے لگا۔ اس نے ناریل کی ایک چھوٹی سی رسی بٹی۔ گودے کو زور سے چھلکے میں نچوڑا اور جو تیل نکلا اس میں رسی ڈبو دی۔ جب غلام چراغ بنا رہا تھا تو اندھے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا "غلام۔ کیا میں راستی پر نہ تھا جب میں نے تم سے کہا تھا کہ سورج کوئی چیز نہیں۔ دیکھو اس وقت کتنا اندھیرا ہے۔ تم لوگ کہتے ہو کہ سورج بھی ایک چیز ہے۔ لیکن وہ چیز ہے تو اس کی

اصلیت کیا ہے ؟"

"مجھے نہیں معلوم کہ سورج کیا ہے" غلام نے کہا۔ "اور نہ ہی یہ معلوم کرنا میرا کام ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ روشنی کیا ہے۔ میں نے ابھی ایک چراغ بنایا ہے جس کی مدد سے میں رات کے اندھیرے میں تمہاری جھونپڑی کی چیزیں دیکھ سکتا ہوں اور تمہاری خدمت کر سکتا ہوں" اور غلام نے چراغ اٹھاتے ہوئے کہا "یہ میرا سورج ہے۔"

ایک لنگڑا آدمی جو لکڑیوں کی مدد سے چلتا تھا یہ سن کر ہنسا اور کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے کہ تم پیدائشی اندھے ہو۔ تعجب ہے تمہیں یہ نہیں معلوم کہ سورج کیا چیز ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کیا ہے۔ سورج آگ کا ایک گولہ ہے جو ہر صبح کو سمندر میں سے نکلتا ہے اور ہر شام کو ہمارے جزیرے کے پہاڑوں کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔ اسے ہم سب نے دیکھا ہے اور اگر تم اندھے نہ ہوتے تو تم بھی دیکھتے۔"

ایک ماہی گیر جو انکی باتیں سن رہا تھا بولا "صاف ظاہر ہے کہ تم اپنے جزیرے سے باہر نہیں گئے ہو اگر تم لنگڑے نہ ہوتے اور تمہیں میری طرح کشتی میں آنا جانا ملتا تو تمہیں معلوم ہوتا کہ سورج ہمارے پہاڑوں کے پیچھے غروب نہیں ہوتا بلکہ جس طرح یہ ہے روز سمندر سے نکلتا ہے اسی طرح ہر شام کو سمندر میں غروب ہو جاتا ہے۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں بالکل صحیح ہے کیونکہ میں خود روزانہ اسے طلوع و غروب ہوتے دیکھتا ہوں۔"

(باقی آئندہ)

فلک سیر

ہمارا مکان شہر سے تو میل تھا۔ دوسرے روز صبح کو آٹھ بجے شہر میں ایک زبردست جلسہ ہونیوالا تھا۔ میں نے آفاقی صاحب سے طے کر لیا کہ ہم دونوں صبح ۶ بجے کی ٹرین سے روانہ ہو جائیں گے۔ نوکر کو تاکید کر دی کہ صبح کو ٹھیک پانچ بجے جگا دینا۔ میں دن بھر کا تھکا ہوا تو تھا ہی جلدی سے بستر پر دراز ہو گیا۔ لیٹتے وقت مجھ کو آفاقی صاحب کا بتایا ہوا ایک عمل یاد آ گیا جس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ اس کو پڑھ کر سونے سے نہایت میٹھی نیند آ کر صبح جس وقت چاہو آنکھ کھل جاتی ہے۔ اب اس کو میری کم بختی کہئے یا آفاقی صاحب کی کہ میں نے بھی اُسوقت اُس نسخہ کو استعمال کر ڈالا۔ بس صاحب پلک جھپکاتے ہی مریخ کی سیر کرنے لگا۔

میرے پلنگ کے قریب دو بلّیوں کے لڑنے کی آواز آئی۔ میں چونک پڑا۔ خدا خیر کرے۔ آج سویرے ہی سویرے کم بخت بلّی پر نظر پڑی۔ دیکھنا ہے دن کیسے گزرتا ہے۔ روشنی ہو چکی تھی۔ میں جلدی سے اُٹھا اور گھڑی دیکھی تو چھ بج چکے تھے۔ میں غصّہ سے کانپنے لگا۔ دوڑا ہوا نوکر کی چارپائی کے پاس گیا۔ اُسے جھنجھوڑ ڈالا اور نیند کا سارا خمار اُس پر اُتار دیا۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ پیدل جاؤں گا، در خواہ کچھ بھی ہو آج جلسہ میں شرکت ضرور کروں گا۔ میں نے جلدی جلدی منھ پر دو چار چھینٹے مارے۔ لکڑی ہاتھ میں لیکر پنجاب میل کی رفتار سے مکان سے نکل پڑا۔ اسٹیشن کے قریب پہونچا تو گاڑی آتی ہوئی نظر آئی۔ معلوم ہوا کہ گاڑی لیٹ ہو گئی ہے۔ میں دیوانہ کی طرح اسٹیشن کی طرف بھاگا پیٹ میں سانس نہیں سما رہی تھی بمشکل تمام ٹکٹ خریدا۔ اتنی دیر میں سیٹی کی آواز آئی اور کمبخت گاڑی بھی چھوٹ گئی۔ میں ٹرین کی طرف لپکا اور ہانپتے کانپتے اُس کو جا ہی لیا۔ میں نے تیسرے درجہ کا ٹکٹ خریدا تھا مگر میرے قریب سے ایک فرسٹ کلاس کا ڈبہ گزر رہا تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے جھٹ اپنے آپ کو اُس کے اندر داخل کر دیا۔ اسٹیشن پر سے کسی کے چیخنے کی آواز آئی مگر میں نے نہیں سُنا کہ کون تھا اور کیا بک رہا تھا۔ دروازہ کو بند کر کے میں نے اطمینان کی سانس لی۔ گاڑی کی رفتار کافی تیز ہو چکی تھی ... تھوڑی دیر میں وہ شہر کے حدود میں داخل ہو گئی۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ گاڑی کے رُکتے ہی فوراً بھاگ نکلونگا۔ مگر ابھی گاڑی پلیٹ فارم پر ٹھہری بھی نہ تھی کہ ٹکٹ چیکر ملک الموت کی طرح ڈبہ میں داخل ہو گیا۔ میرا خون خشک ہو گیا۔ مرتا کیا نہ کرتا میں نے فوراً ایک روپیہ ساڑھے گیارہ آنے دیکر پیچھا چھڑایا اور بے لگام جلسہ گاہ کی طرف بھاگا۔

جلسہ گاہ میں پہونچا تو پنڈال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور اس کو مجمع چاروں طرف سے آہنی دیوار کی طرح گھیرے ہوئے تھا۔ میں بھی بہزار دقت مجمع میں گھس گیا۔ میری سانس پھول رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک مولوی صاحب جن کا قد کچھ اوپر ہی چھ فٹ ہوگا اور خدا جھوٹ نہ بلوائے وزن ساڑھے تین من سے کم نہ ہوگا ایک دیو کے مانند کھڑے

ہوئے دھواں دھار تقریر فرما رہے ہیں۔ مولوی صاحب کی حنائی داڑھی سامنے بچھی ہوئی میز پر جھاڑو کا کام کر رہی تھی۔ خدا معلوم میرے پہونچنے سے پہلے مولوی صاحب نے کیا تقریر کی اور اس کا کیا اثر ہوا۔ میں نے بمشکل تمام ان کے چند جملے سُنے:-

"مادر وطن کے سپوتو! اُٹھو!! اب وقت آگیا ہے کہ ہم سینہ سپر ہو جائیں اور اپنے حقوق کی خاطر اپنا خون بہا دیں۔ ہم نے دشمنوں کے بہت مظالم سہے مگر اب پانی سر سے اُونچا ہو چکا ہے۔ اور ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک کوہ آتش فشاں کے مانند پھٹ پڑیں اور دہکتی ہوئی آگ سے اپنے سارے دشمنوں کو بھسم کر دیں....."

چاروں طرف بے پناہ بھیڑ کی وجہ سے میں دبا جا رہا تھا اور میرا تیل نکل رہا تھا۔ میں نے نہیں سُنا کہ مولویصاحب نے اور کیا کہا۔ یکایک اسٹیج کا منظر بھی بدل گیا۔ پتھروں کی بوچھار شروع ہو گئی۔ کسی نے مولویصاحب پر حملہ کیا۔ لاٹھیاں چلنے لگیں۔ میزیں اور صوفے ٹوٹنے لگے۔ پورے پنڈال میں ہنگامہ مچ گیا۔ خاکسار بھی زد میں آگیا۔ ایک پتھر سنسناتا ہوا آکر میری کھوپڑی پر لگا۔ میرا دماغی توازن تو سویرے ہی سے بگڑا ہوا تھا۔ ایک دم تھرما میٹر چڑھ گیا۔ الٰہی کیا کروں کس کو ماروں۔ جوشِ جنون میں میں نے دو چار کرسیاں اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیں۔ بہت سے گملوں کو ٹھوکریں مار کر توڑ ڈالا۔ پنڈال کے ایک طرف کے پردے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اتنی دیر میں پولیس بھی آگئی اور لاٹھی چارج شروع ہو گیا۔ آٹھ دس کے سر پھٹے۔ بعضوں کے ہاتھ ٹوٹے۔ بہتوں کی ٹانگیں ٹوٹیں۔ خدا جانے میں نے پولیس والوں کا کیا بگاڑا تھا۔ ایک ڈنڈا میری کمر پر بھی آپڑا۔ مگر خدا بھلا کرے میری موٹی شیروانی آڑے آئی اور مجھے ضرب شدید سے بچا لے گئی۔ وقت کی نزاکت کا خیال کر کے میں فوراً مصنوعی تلملاہٹ کیساتھ زمین پر گر گیا اور کنکھیوں سے اردگرد کا منظر دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر میں مجمع منتشر ہو گیا اور ہم لوگوں کو ایک موٹر لاری میں ٹھونس کر دواخانہ پہونچا دیا گیا۔

بہتوں کی مرہم پٹی کر کے اُنکو اسیوقت دواخانہ سے نکال دیا گیا۔ میں حیران تھا کہ یا الٰہی میرے کہاں مرہم پٹی ہو گی۔ مگر خدا جانے ڈاکٹر نیک بخت کہاں کا ڈگری یافتہ تھا یا اُس کو میرے ساتھ پہلے سے کچھ دشمنی تھی۔ سر سے پیر تک سفید پٹیوں میں لپیٹ دیا۔ اسی پر بس نہیں کیا بلکہ خدا جانے کہ اُس کا کیا ارادہ تھا مجھے دواخانہ ہی میں روک لیا۔ یا الٰہی میں کس طرح اس ظالم کے پنجے سے نجات پاؤنگا۔ دن بھر میں دواخانہ سے چھٹکارا حاصل کرنیکی تدبیریں سوچتا رہا۔ شام ہوتے ہوتے ایک ترکیب سمجھ میں آئی۔ جب کافی اندھیرا ہو گیا تو میں خاموشی سے وارڈ سے نکل پڑا۔ دروازے کی طرف سے بھاگنے سے گھر جانیکا اندیشہ تھا۔ میں آنکھ بچا کر دیوار کے پاس پہونچ گیا۔ دیوار کوئی پونے آٹھ فٹ اونچی ہو گی۔ بمشکل تمام اُس پر چڑھ گیا۔ سڑک کے کنارے کچھ راہرو دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے بیڑی پی رہے تھے۔ میں بدحواسی کے عالم میں دھڑام سے اُنہیں کے اُوپر کود پڑا ——

خدا جانے بیچارے مجھکو بھوت سمجھے یا جنات ایک خوفناک چیخ کیساتھ بے تحاشا بھاگے۔ میں بھی لنگڑاتا ہوا بھاگا۔ جو سائیکل سوار یا تانگے والا مجھکو دیکھ پاتا سرپٹ بھاگتا۔ مجھے ایک موٹر لاری آتی ہوئی نظر آئی۔ میں رک گیا اور ڈرائیور کو ہاتھ سے اشارہ کرنے لگا۔ خدا معلوم ڈرائیور مجھکو دیکھ کر کیا سمجھا اُس نے موٹر کی رفتار اور بھی تیز کر دی۔ اسیطرح کچھ وقفہ وقفہ سے دو تین موٹریں نظر آئیں اور ہر موٹر میرے قریب آکر دوگنی سہ گنی رفتار سے گذر گئی۔ میں سراپا سفید کھڑا ہوا پاگل کیطرح ہاتھ ہلا رہا تھا۔ یا اللہ کیا کروں۔ مجھے ایک ترکیب سوجھی۔ سامنے سے ایک اور موٹر آتی ہوئی نظر آئی۔ میں خوشی سے اُچھل پڑا اور جھٹ جا کر بیچوں بیچ سڑک پر لیٹ گیا۔ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ "اب تو گئی سرکار کی سواری" —— مگر خدا جانے ڈرائیور کسی شراب خانے سے آ رہا تھا یا کئی راتوں کا جگا ہوا تھا یا مجھے دیکھ کر بدحواس ہو گیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ اسٹیم رولر میرے اوپر سے گذر رہا ہے اور میری ہڈیاں ٹوٹ رہی ہیں۔ میرے منہ سے ایک چیخ نکلی ——

نیم بے ہوشی کی حالت میں ایسا معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھ پکڑ کر مجھکو کھینچ رہا ہے۔ انتقامی جذبہ میں میں نے ڈرائیور صاحب کے چہرہ شریف پر ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ اُس کی آواز سے میں ہوشیار ہو گیا۔ ہوش و حواس قائم ہوئے تو پتہ چلا کہ آفاقی صاحب بستر پر جھکے ہوئے ہاتھ پکڑ کر مجھکو جگا رہے تھے۔

انتہائی شرمندگی اور ندامت میں میں بستر سے فوراً اُٹھ بیٹھا۔ آفاقی صاحب سر جھکائے کھسیانے کھڑے ہوئے اپنا گال سہلا رہے تھے۔

(واسط علی عباسی)

ماہ جون کیسا گذریگا

آپ کے نام کے شروع میں جو پہلا حرف ہے اسے ذیل میں تلاش کیجئے۔ اس حرف کے ساتھ آپ کا ستارہ اور برج دیا گیا ہے۔ اس کے تحت جون ۴۲ء کا حال معلوم کیجئے:۔

(۱) حروف ا۔ آ۔ ل۔ لا۔ ع۔ چو۔ چے۔ چو۔ لی۔ لُو۔ لے۔ لو۔
میکھ راس۔ حمل برج۔ مریخ ستارہ۔
عورت سے محبت۔ اولاد کا سکھ۔ کوئی نیا کام شروع کرنے کا ارادہ دل میں ہو۔ کام یا گھر میں تبدیلی کے امکانات ہیں۔ سفر در پیش ہو۔ آمدنی اچھی رہے گی۔ صحت کی طرف سے فکر۔ اس ماہ کی ۵۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۹۔ تاریخیں خراب ہیں۔

(۲) حروف۔ ب۔ با۔ بی۔ بُو۔ اَو۔ اے۔ او۔ او۔ واؤ۔ وی۔ وے۔
برکھ راس۔ ثور برج۔ زہرہ ستارہ۔
کاروبار میں خلل واقع ہو۔ دشمن درپے آزار ہو۔ کسی بڑے آدمی کے وسیلے سے مفاد حاصل ہو۔ نصف ماہ کے بعد کوئی خوشخبری ملے۔ آنکھوں کی تکلیف ہو۔ اس ماہ کی ۵۔ ۶۔ ۲۳۔ ۲۴۔ تاریخیں نحس ہیں۔

(۳) حروف۔ ک۔ ق۔ کا۔ کی۔ کُو۔ کُ۔ کے۔ کو۔ گھا۔ نیاں۔ چھ۔ ح۔ ہا۔ ہ۔
متھن راس۔ جوزا برج۔ عطارد ستارہ۔
زر و مال کا نقصان۔ کاروبار میں ترقی۔ عدالتی کاموں میں وقت زیادہ صرف ہو۔ عورت سے لڑائی جھگڑا ہو۔ اولاد کی طرف سے خوشی۔ دوستوں سے رنج۔ کوئی شخص دھوکا دے۔ اس ماہ کی ۱۳۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ تاریخیں نحس ہیں۔

(۴) حرف۔ ہی۔ ہُی۔ ہو۔ ہُو۔ ہے۔ ہو۔ ڈ۔ ڈا۔ ڈی۔ ڈو۔ ڈے۔
کرک راس۔ سرطان برج۔ قمر ستارہ۔
دشمن مغلوب ہونگے۔ ملازم ہو تو فائدہ۔ زراعت ہو تو نقصان۔ کسی فضول کام پر روپیہ ناحق خرچ ہو جس سے دل کو گھبراہٹ ہوگی آمدنی و خرچہ مساوی رہیں گے۔ غم و غصہ کے جذبات کو روک رکھو۔ اس ماہ کی ۱۲۔ ۹۔ ۳۰۔ ۲۶۔ تاریخیں نحس ہیں۔

(۵) حروف۔ م۔ ما۔ می۔ مُو۔ مے۔ مو۔ ٹا۔ ٹ۔ ٹی۔ ٹو۔ ٹے۔
سنگھ راس۔ اسد برج۔ شمس ستارہ۔
کاروبار میں کشائش۔ روزگار میں ترقی۔ مگر خرچ بھی گذشتہ ماہ سے زیادہ ہوگا۔ عورت سے محبت...... اولاد کا سکھ۔ مال چوری جانیکا خوف۔ کسی سے لڑائی جھگڑا ہو۔ نقل حرکت سے پریشانی ہو۔ اس ماہ کی ۱۔ ۳۔ ۴۔ ۶۔ ۲۰۔ ۳۰۔ تاریخیں نحس ہیں۔

(۶) حروف۔ ٹو۔ پ۔ پا۔ پی۔ پو۔ کھیا۔ اماں۔ ٹھ۔ ٹھا۔ پے۔ پُو۔
کنیا راس۔ برج سُنبلہ۔ عطارد ستارہ۔
دشمن مغلوب ہوں۔ کاروبار میں ترقی۔ اگر تجارت پیشہ ہے تو منافع حاصل ہونگے۔ عورت سے ناچاقی۔ اولاد سے رنج۔ اگر چارپائے ہوں تو خطرۂ مرگ۔ بیماری میں اخراجات ہوں۔ اس ماہ کی ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۴۔ ۱۵۔ تاریخیں نحس ہیں۔

(۷) حروف۔ ر۔ را۔ ری۔ رُو۔ رے۔ رو۔ ت۔ تا۔ ط۔ تی۔ طی۔ تو۔ طو۔ تے۔ طے۔
تلا راس۔ میزان برج۔ زہرہ ستارہ۔
غیر عورت کی طرف رغبت ہو۔ روپیہ کا نقصان۔ ملازمین کو ترقی کے موقعے۔ بھائیوں سے مخالفت دشمن درپے آزار ہوں۔ خوراک کا خیال رکھو بعض مایوس امیدیں پوری ہونگی۔ اس ماہ کی ۱۔ ۲۔ ۴۔ ۲۴۔ ۲۰۔ تاریخیں نحس ہیں۔ (باقی) (ماخوذ از روحانی دنیا)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ بہت سخت ہے۔ دہیں دھوپ تیز ہوتی ہے۔ ۹۔ ۱۰ بجے کے بعد عموماً لو چلنے لگتی ہے اور ۵۔ ۶ بجے شام تک ہوا میں کافی گرمی محسوس ہوتی ہے۔ اور بعض دن ۸۔ ۹ بجے رات تک گرم ہوا کے جھوکے گذشتہ ہفتہ میں آتے رہے۔ ۲۶ مئی کو صبح ۵ بجے شدید سیاہ آندھی آئی تھی جس سے تقریباً ۱۵۔ ۲۰ منٹ تک بالکل تاریکی ہوگئی تھی اور کمرہ میں لالٹین جلانا پڑی۔ کئی دن سے آخری حصہ شب اچھا گذر رہا ہے۔ چادر اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خربزہ اب قریب الختم ہے۔ تمام فصل میں اچھے خربزے کھانیکو

نئے۔ آم کی فصل کو گذشتہ آندھی نے بھی کافی نقصان پہونچایا ابھی تک آم پکے نہیں ہیں۔ بازار میں آندھی اور لو سے گرے ہوئے آم پال رکھکر لوگ لاتے ہیں۔

آب و ہوا۔ کوئی خاص شکایت نہیں سُنی گئی۔

ولادت۔ ۲۵ مئی کو بمقام لکھنؤ ڈاکٹر مشتاق احمد علوی (محلہ باڈلی) کے یہاں فرزند تولد ہونے کی اطلاع آئی ہے اللہ تعالیٰ مولود کی عمر دراز اور اقبالمند کرے۔ زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔

تقریب۔ اورنگ آباد (دکن) کی ایک آمدہ تحریر سے معلوم ہوا کہ میر نذر علی علوی ورؔد (محلہ بچھیہ ٹلہ) کی دختر نیک اختر کا عقد منشی نقی علی علوی بی۔ اے خلف منشی رضی علی مرحوم (محلہ بچھیہ ٹلہ) کے ساتھ بمقام اورنگ آباد ۱۹ مئی سنہ ۳۲ء (۱۳ جمادی الاول) بروز پنجشنبہ کو ہوا۔ ہم میر نذر علی ورؔد اور والدہ منشی نقی علی علوی کو فرائض سے سبکدوشی پر دلی ہدیۂ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔

فاتحہ جات۔ (۱) ۲۲ مئی سنہ ۳۲ء (یکشنبہ) کو بعد نماز عصر ڈپٹی امیر احمد علوی صاحب بی۔ اے کے یہاں فاتحہ سہ منی جناب حافظ شاہ علی حیدر قلندر کی زیر نگرانی ہوا تھا۔

(۲) حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ و حضرت شاہ واجد علی قلندرؒ کے سالانہ فاتحے ۲۴ مئی سنہ ۳۲ء (۵ جمادی الاول) بروز جمعہ تکیہ شریف پر حسب دستور بعد نماز مغرب ہوئے تھے۔ بعد فاتحہ خوانی حاضرین کو تبرک تقسیم کیا گیا اور بعد نماز عشا اور دوسرے دن صبح کو قوالی کی محفلیں ہوئیں تھیں۔

(۳) ۲۴ مئی سنہ ۳۲ء کو امیر محل واقعہ محلہ باڈلی منشی شبیر احمد علوی بی اے نے گیارھویں کے فاتحہ کے سلسلہ میں ایک بڑی تقریب کی تھی جس میں مرد اعزہ و احباب کے علاوہ کافی تعداد میں مستورات کو بھی بلایا تھا جنکی فاتحہ کے بعد طعام لذیذ سے دعوت کی گئی۔ کھانا اچھا تھا اور خوش ذائقہ۔ لکھنؤ سے بھی اُنکے سُسرالی بعض اعزہ شرکت فاتحہ کے لئے آئے تھے۔

معاودت وطن اور واپسی۔ مولوی منتظم الدین علوی کلکتہ سے ڈیڑھ سال کے بعد ایکہفتہ کے لئے برخصت آئے تھے۔ واپس گئے قادری احمد محسن جو بسلسلہ تعطیلات گرما آئے ہوئے تھے گذشتہ ہفتہ میں بر پہنی (دکن) واپس گئے منشی معین الدین علوی تعطیلات گرما کے سلسلہ میں الہ آباد سے آئے ہیں۔ حاجی شفیق احمد علوی رامپور سے برخصت آئے ہیں۔ سید اختر حسین ہاشمی کلکتہ سے برخصت آئے ہوئے ہیں۔

نتائج امتحانات۔ حسب ذیل طلبہ کے امتحانات میں کامیابی کی اطلاع ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ سید اخلاق رسول۔ ایف۔ اے (سال اوّل) قاضی احمد الرحمن (میٹرک فائنل) اشتیاق علی علوی و سید صباح الدین کرانی (میٹرک، سال اوّل)

صحت و سکون۔ (۱) منشی محمد نسیم علوی (محلہ باڈلی) جو کانپور میں ڈاکٹر مشتاق احمد علوی کے زیر علاج تھے آجکل آئے ہوئے ہیں۔ مرض میں خفت معلوم ہوتی ہے۔ البتہ ضعف کافی ہے۔ خدا کرے بالکل ازالۂ مرض ہوکر سابقہ صحت عود کرے۔ (۲) شیخ محمد ایوب صاحب (محلہ کٹرہ) کی کمزوری و نقاہت بتدریج رفع ہو رہی ہے۔ اور طبیعت بعضلہ چاق ہے۔

علالتین۔ (۱) منشی محمد جواد (محلہ قصبہ) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ کمزوری و ضعف میں ابھی کچھ کمی نہیں ہے جسکی وجہ سے اکثر اختلاجی تکلیف ہوجاتی ہے۔ مرض فالج میں کچھ سکون بیان کیا جاتا ہے۔ باری تعالیٰ جلد صحیح و تندرست فرمائے (۲) مولوی ضیاء الدین حیدر (قاضی گڑھی) کو سنا گیا ہے کہ ورم جگر کی شکایت ہو گئی ہے۔ چہرہ پر بھی تیہج بتایا جاتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ مولوی صاحب کی تکلیف جلد رفع فرما کر صحیح و تندرست فرمائے۔

(۳) چودھری محمد طیب (چودھری محلہ) کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ آجکل پھر شدید بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ خداوند کریم تندرست فرمائے۔

متفرقات۔ (۱) اطلاع ملی ہے کہ مضافات کاکوری میں دو گڈریئے ایک گاؤں کے قریب جنگل میں اپنی اپنی بھیڑوں کی گلے لئے ہوئے رات کو سوہے تھے کہ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے حملہ کرکے ایک گڈریہ کو مجروح کیا اور ۲۴ بھیڑیں لیکر فرار ہو گئے۔ مجروح گڈریہ کی چیخ پکار پر قریب کے موضع کے لوگ دوڑے لیکن ڈاکو جا چکے تھے۔

(۲) بیان کیا جاتا ہے کہ کاکوری کے قریب موضع امیٹیا سلیم پور میں کسی کھیہ کے قتل کی واردات ۲۹ مئی کو ہوئی ہے۔

باہتمام سید توسل حسین، یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس، لکھنؤ میں۔ چھپوا کر سید محمد مشیر الدین نے دفتر کاکوری اخبار (مولوی محلہ لال مسجد) کاکوری سے شائع کیا۔